خطبات خواجہ شمس الدین عظیمی

ACD 127

Track - 1

32:00

''انسان کی زندگی دو دنیاؤں میں تقسیم ہے''

...... اعوذ باللہ

...... بسم اللہ

سورۃ الفاتحہ

...... ان اللہ و ملائکۃ یصلون علی النبی

درود ابراہیمی

خواتین وحضرات، معزز حاضرین، بزرگوں ، دوستوںابھی آپ نے نور صاحب کی جو
تقریر سنی اس میں قرآن پاک کی ایک آیت کی تلاوت کی گئی... سنریھم آیاتنا
فی الآفاق و انفسھم ... ہ کہ ہم ظاہر اور باطن دنیا کا مشاہدہ اس طرح
کرائیں گے کہ اس میں اتنی زیادہ نشانیاں ہوں گی اتنے زیادہ مشاہدات ہوں گے
کہ انسان کو اس بات پر یقین آجائے گا کہ اللہ تعالیٰ کا جو یہ نظام کائنات ہے یہ
ایک مربوط اور مکمل نظام ہے۔قرآن پاک کی تلاوت کے بعد قرآن پاک میںتفکر
کرنے کے بعدبزرگوں نے بتایا ہے کہ قرآن پاک کو اگر بہت ہی زیادہ مختصر کرکے
قرآن کی تعلیمات کو بیان کیا جائے توقرآن نے ویسے تو کائنات کے ہر شعبے کو
اجاگر کیا ہے لیکن اگر عنوانات سے قرآن کی تعلیمات کو سمجھنے کی سمجھانے
کی کوشش کی جائے تو بزرگوں کا کہناہے کہ قرآن کے تین حصے ہیں۔ایک حصہ
شریعت ہے۔ شریعت میںتوحید کا علم ہے کہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک
نہیں ہے۔شریعت میں بتایا گیا ہے کہ اللہ کے پیغمبر ہوتے ہیں۔ اللہ کے رسول
ہوتے ہیں۔ اللہ نے اپنی مخلوق کی اصلاح احوال کے لئے کتابیں نازل کی ہیں۔
فرشتے ہوتے ہیں۔امنت باللہ و ملائکۃ وکتبہ و رسولہ والیوم الآخرۃوالقدر خیرہ و
شرہ من اللہ تعالیٰ و بعث بعد الموت ... میں اس بات پر ایمان لاتا ہوں کہ اللہ
ایک ہے، اس کے فرشتے ہیںاللہ نے پیغمبروں کے اوپر کتابیں نازل کی ہیںاللہ نے
اپنی مخلوق کی اصلاح کے لئے اپنی مخلوق کو سمجھانے کے لئے بے شمار رسول
بھیجے ہیں۔ میں اس بات پر بھی یقین رکھتا ہوں ... امنت باللہ کا مطلب ... میں
یقین رکھتا ہوں۔ میں اس بات پر بھی یقین رکھتا ہوںیوم آخرت بھی ہے ۔ جس
طرح میں یہاں پیدا ہوا اسی طرح مجھے اس دنیا سے جانا بھی ہے۔او ر یوم
آخرت میں شر و فساد کی سزا ملے گی اور خیر بھی جزا ملے گی۔موت کا بھی
ایک یقینی لمحہ ہے کہ جو آدمی یہاں پیدا ہوگیا بالآخر اسے موت کا سفر کرنا

ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس کو قرآن پاک میں فرمایا ... کل نفس ذائقة الموت ... کہ
یہاں جو بھی پیدا ہوگیا اس کو بہرحال موت کے مرحلے سے گزرنا ہے۔جو بھی
سے مراد انسان ہی نہیں بلکہ ساری دنیا ہی ہے پرندے بھی ہیں، چرندے بھی
ہیں، گائے ، بھینس ، بیل ، درخت ، پھول پھلواری یعنی جو بھی کچھ یہاں ہے ۔
جو چیز یہاں پیدا ہوگئی اسے بہرحال مرنا ہے۔ مرنے سے مفرنہیں ہے۔اب
چونکہ مکلف مخلوق انسان ہے ۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لئے ہی پیغمبر
بھیجے ہیں، انسانوں کے لئے ہی کتابیں نازل کی گئی ہیںتو اس لئے انسان ہی
مخاطب ہے کہ جو بھی انسان یہاںپیدا ہو ا اسے اس دنیا سے جانا بھی ہے۔یہ
مشاہداتی امر ہے جو ہر شخص کو حاصل ہے ۔ کوئی ذی روح انسان اس با ت
سے انکار نہیں کرسکتا کہ موت یقینی عمل نہیں ہے اس لئے کہ اس کے تجربے
میں یہ بات ہے دادا مرگیا، نانا مرگیا، باپ مرگیا، ماں مرگئی۔جب دادا نانا مرگیا
تو ہم دادا نانا ہوگئے تو ہمیں بھی مرنا ہے۔جب ہمارا باپ مرگیا جب ہم باپ
بنیں گے تو ہمیں بھی مرنا ہے۔جب ہماری ماں مرگئی تو جب ہم ماں بنیں گے تو
ہمیں بھی مرنا ہے۔اور یہ ایسا مشاہداتی امر ہے اگر اس کی دنیا کی عمر دس
لاکھ سال ہے تو دس لاکھ سال میں پیدا ہونے والا ہر آدمی اس بات سے واقف
ہوا ہے۔ اگر اس کی عمر ایک ارب سال ہے تو ایک ارب سال کی تاریخ میں پیدا
ہونے والا ہر آدمی اس بات سے واقف ہے کہ جو چیز پیدا ہوگئی ... کل نفس
ذائقة الموت ... اسے مرنا ضرور ہے۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ قرآن
پاک میں جہاں اصلاح احوال کے لئے انسانوں کو مخاطب کرکے جزا اور سزا کا
قانون بیان کرتے ہیں، جہاں اللہ تعالیٰ اپنی ربوبیت کا اظہار کرتے ہیںوہاں اللہ
تعالیٰ یہ بھی بتارہے ہیں کہ انسان کی زندگی دو دنیاؤں میں منقسم ہے۔انسان
کی زندگی دو دنیاؤں میں تقسیم ہے۔ایک زندگی یہ زندگی جس میں ہم سب
لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔اور ایک زندگی غیب ہے ۔ ہمیں مرنا ہے یہاں سے جانا ہے
اس کو چھوڑنا ہے۔یہاں،ہم کتنا ہی عرصہ زندگی گزارلیںچونکہ ہمیں جانا ہے تو
ہم یہی کہیںگے کہ اس دنیا میں ہم سو سال رہیں تب پچاس سال رہیں تب ۔
اس لئے کہ تعین جو ہے ماہ و سال کا وہ اس بات کی علامت ہے کہ ہم یہاں
عارضی طور پر آئے ہیں ہمیں جانا ہے۔ایک آدمی ساٹھ سال کی عمر میں چلا گیا
وہ بھی چلا ہی گیا۔ایک آدمی ستّرسال کی عمر میں چلا گیا وہ بھی چلا ہی گیا۔
ایک آدمی پچاس سال کی عمر میں چلا گیا ۔تو یہ تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ دس
سال آگے پیچھے ہوئے لیکن یہ نہیں کہہ سکتے کہ آدم سے لے کر اب تک دنیا میں
کوئی ایک آدمی ایسا پیدا ہوا ہو جو نہیں گیا ہو۔ایک آدمی۔ اس وقت دنیا کی
آبادی چھ ارب ہے ۔ اب چھ ارب کی آبادی جب اب ہے تو جب سے دنیا بنی کتنی
آبادی ہوگی۔دس بیس کھرب تو ہوگی۔ جب سے دنیا بنی ہے تب سے۔تو دس
بیس کھرب آدمیوں کی آبادی میں آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ صاحب ایک آدمی
جوہے جو نہیں مراہوہ زندہ ہے صاحب اس کی لاکھ سال عمر ہے۔یہ تو ہوا ہے
کہ زیادہ سے زیادہ عمر بتاتے ہیں آٹھ سو سال یا نو سو سال ہوئی۔ حضرت نوح

علیہ السلام کی عمر بتاتے ہیں نو سوسال تھی ، آٹھ سو سال تھی۔ لیکن سوال
یہ ہے کہ عمر آٹھ سو سال ہو عمر اسّی سال ہویا سو سال ہوبندہ گیا یہاں
سے جانا ضروری ہے ۔ تو اب ہمارے سامنے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق اور
انبیاء کی تعلیمات کے مطابق دو زندگیاں ہیں۔ایک زندگی یہ زندگی ہے دنیا کی۔
اور ایک زندگی یہ زندگی ہے کہ ہمیں دنیا سے جانا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ اللہ نے
یہ بھی فرمایا ہے کہ اس دنیا میں جو کچھ تم کروگے۔ اگر نیکیاں کروگے وہ بھی
تمہارے ساتھ جائیں گی۔شرفساد برپا کروگے وہ بھی تمہارے ساتھ جائے گا۔اللہ
اور اللہ کے رسول ﷺ سے محبت کروگے وہ محبت بھی تمہارے ساتھ جائے گی۔اللہ
اور اللہ کے رسول ﷺ سے بغاوت کرو گے وہ بھی تمہارے ساتھ جائے گی۔اور اللہ
تعالیٰ نے یہ بھی فرمادیا کہ ... لھا ماکسبت ولکم ماکسبتم ... جو کچھ تم نے یہاں
بویا ہے ۔ یہاں کھیتی ہے وہاں کاٹنا ہے۔مثلاً ایک آدمی نے یہاں کیکر بوئے ہیںتو
اس دنیا کے حساب سے بھی ان کیکروں سے وہ کبھی سیب تو نہیں اگا سکتا انار
تو نہیں اگا سکتا۔کیکر ہی کاٹے گا۔اگر اس نے یہاں انار بویا ہے تو سیدھی سی
بات ہے انار سے کبھی کیکر کے کانٹے آپ کو نہیں ملیں گے۔تو جو کچھ آپ یہاں
کرتے ہیں عمل دراصل وہ آپ کی کھیتی ہے۔اور جو کھیتی آپ نے یہاں بودی
وہی آپ وہاں جاکر کاٹیں گے۔ حضور پاک ﷺ نے بھی فرمایا ... الدنیا مزعة الآخرة
... یہ دنیا جو ہے آخرت کی کھیتی ہے۔فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یرا و من یعمل
مثقال ذرة شرا یرا... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر ایک ذرے کے برابر تم نے خیر
کی ہے تو اس کی تمہیں جزا ملے گی۔اور اگر ایک ذرے کے برابر شر کیا ہے تو
اس کی بھی وہاں سزا ملے گی۔تو اس کا مفہوم یہ ہو اکہ یہ جو دنیا ہے جس
میںہم رہ رہے ہیںیہ اصل دنیا نہیں ہے اصل دنیا وہ اس کے بعد کی دنیا ہے۔
دیکھئے زمین میں آپ نے کاشت کی ۔ کھیتی اگی۔ جب تک آپ نے اس کھیتی کو
کاٹا نہیں اس وقت تک اس کھیتی کا اتنا فائدہ تو ضرور ہے کہ آپ دیکھ کے خوش
ہورہے ہیںیا ناخوش ہورہے ہیں۔لیکن کھیتی کا حاصل یہ ہے کہ آپ کھیتی
کاٹیں۔... الدنیا مزعة الآخرة ... یہاں بوؤگے آخرت میں کاٹوگے۔اگر یہاں آپ نے
اچھی کھیتی بوئی ہے ۔ اچھا بیج ڈالا ہے۔اچھے کام کئے ہیں اعمال صالحہ تو
وہاں اچھی سے اچھی نعمتیں میسر آئیں گی اور اگر آپ نے یہاں اچھی کھیتی
نہیں کی کانٹے بوتے رہے۔ کانٹے بونے کا کیا مطلب ہوا۔خود بھی لہو لہان ہوتے
رہے دوسروں کو بھی لہو لہان کرتے رہے۔لہو لہان سے مطلب یہ کہ خود بھی
پریشان رہے بے سکون رہے ، روتے رہے ، خوف زدہ رہے۔دوسروں کوبھی ڈراتے
رہے، دوسروں کو بھی خوف زدہ کرتے رہے۔خود بھی غیبت کرتے رہے دوسروں
کی غیبت بھی سنتے رہے۔اب کیسے ممکن ہے کہ ایک آدمی یہاں غیبت کرنے والا
آدمی جو ہے یہاں غیبت جو بوئے گاتو ظاہر ہے وہاں غیبت ہی کاٹے گا ۔ اور
غیبت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب کوئی آدمی کسی کی غیبت
کرتا ہے تو وہ اس کا خون پیتا ہے ۔ میں آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں میرا خیال
ہے بہت ہی پرانا واقعہ ہے سن یہ ہوگا کوئی 53ء کا یا 54 ء کا ہے یہ واقعہ۔

میں نے رات کو خواب دیکھاکہ ایک آدمی کھڑا ہوا ہے میں بھی وہاں کسی جگہ کھڑا ہوا ہوں۔اور اس آدمی کی انگلی منہ میں ہے۔ شہادت کی انگلی منہ میں ہے ۔ اور اس انگلی میں سے فوارے کی طرح خون نکل رہا ہے بہہ رہا ہے۔اب میری سمجھ میں وہ انگلی جو ہے منہ میں ہے اور میرا منہ خون سے بھرا ہوا ہے اور ٹپک رہا ہے۔کپڑے میرے خراب ہورہے ہیں۔ میری ہر تن کوشش یہ ہے کہ وہ خون میرے حلق میں نہ جائے میں اسے پیوں نہیں۔ ساتھ ہی میری کوشش یہ بھی ہے کہ وہ انگلی کسی طرح میرے منہ سے نکل جائے۔یہ اتنا دہشت ناک منظر میں نے خواب میںدیکھا کہ میں ہر بار یہ ... اٹھ گیا نیندمیں سے نیند میری ٹوٹ گئی۔اور سخت مجھے پریشانی لاحق ہوئی دل کی حرکت تیز، خوف اور دہشت میرے اوپر مسلط ہوئی کہ کیا بات ہے یہ کون آدمی ہے کس کی انگلی ہے کیسا خون ہے کیا مطلب ہے۔ میں نے انتظار کیا کہ جلدی سے کسی طرح فجر کی اذان ہو ۔ فجر کی اذان ہوئی ۔ پھر مسجد میں گیا۔ مسجد سے وہاں ایک جیکب لائن میں بزرگ تھے بہت اللہ والے آدمی تھے میں ان کے پاس گیا اور بڑا گھبرایا ہوا ڈرا ہوا ، دہشت زدہ اور اتنی میرے چہرے پر خوف اور دہشت تھی کہ انہوں نے کہا کہ بھائی کیا بات ہے کیا پریشانی ہے۔ میں نے کہا سرکار آج میں نے خواب دیکھا وہ کون آدمی ہے کس کا خون ہے کیا مطلب ہے۔تو انہوں نے کہا یہ تو بالکل صاف بات ہے آپ غیبت کرتے ہیں وہ آپ نے خواب میں دیکھا ہے غیبت کرنا چھوڑ دیں آئندہ ایسا خواب نہیں دیکھیں گے۔مشاہداتی بات ہے ۔ اب اگر کوئی آدمی مشاہدہ نہیں کررہا ہے کوئی آدمی خواب میں نہیں دیکھ رہا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حضور پاک ﷺ کا فرمایا ہوا پورا نہیں ہوگا۔اگر حضور نے یہ فرمایا ہے کہ غیبت کرنے والا بندہ اپنے بھائی کا خون پیتا ہے تو آپ کو نظر آئے نہ آئے ہر غیبت کرنے والا بندہ اپنے بھائی کا خون پیتا ہے۔یہ دو زندگیاں آپ کے سامنے آگئیں۔ایک زندگی یہ ظاہرہ زندگی ہے آفاق کی زندگی ہے۔آپ غیبت کی کررہے ہیں میں بھی غیبت کررہا ہوں اللہ سب کو محفوظ فرمائے۔ لیکن ہم یہ نہیں دیکھ رہے کہ ہم اپنے بھائی کا خون پی رہے ہیں۔ اگر ہمیں اس بات کا مشاہدہ ہوجائے آپ یقین کریں جب سے میں نے یہ خواب دیکھا ہے جب کوئی دو آدمی ایک دوسرے کی غیبت کرتے ہیں یا ایک دوسرے کی برائی کرتے ہیں تو میں چند منٹ کے لئے تو اس میں شریک ہوجاتا ہولیکن مجھے فوراً یہ خیال آتا ہے کہ یہ کیا ہورہا ہے یہ تو وہ خون والی بات ہے۔تو میں کہتا ہوں کہ صاحب خدا کے لئے بھئی یہ باتیں نہ کرواگر میری باتوں سے نہیں رکتے تو میں وہ مجلس چھوڑ دیتا ہوں۔یہ کیوں کیوں یہ آپ بتائیں ایساکیوں ہے؟جبکہ غیبت کرنے میں بڑا مزہ آتا ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنی رحمت سے مشاہدہ کرادیا ہے۔یعنی آپ نے اپنے اندر کی زندگی کودیکھ لیا ہے۔ باطن کی زندگی کو دیکھ لیا ہے ۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ...فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرا و من یعمل مثقال ذرۃ شرا یرا...اگر تم نے ایک ذرے برابر نیکی کی ہے تو اس کا آپ کو اجر ملے گا۔ اب ایک آدمی نے کنواں بنایا۔ کنواں اس لئے بنایا

کہ اللہ کی مخلوق سیراب ہو پانی پئے ، اپنی ضروریات پوری کرےہوے جب بھی
وہاں جائے گا ۔ یعنی اس دنیا سے دوسری دنیا میں جائے گاوہ کنواں اس کے لئے
اجر کا سبب بن جائے گا جب تک وہ کنواں رہے گا جب تک اس کنوؤیں میں سے
پانی نکلتا رہے گا اس کا اجر لکھا جائے گا اور اس کوجزا ملتی رہے گی۔ اب ایک
آدمی نے گڈھا کھود دیا۔کہ اچھا ہے۔ لوگ گریںپیرٹوٹے، کسی کی ٹانگ ٹوٹے کسی کا
سر ٹوٹے واہ واہ واہ کتنی اچھی بات ہے۔اس میں کوئی گرے نہ گرے لیکن اس
کی سزا لازم ہوگئی ہے۔تو دو دنیائیں جو ظاہر اور باطن کی دنیا ہے یہ اللہ
تعالیٰ نے قرآن پاک میں بہت وضاحت کے ساتھ مثالیں دے کر ، قصے بیان کرکے ۔
پھر رسول اللہﷺ کی تمام احادیث اس بات کی شہادت فراہم کرتی ہیںکہ حضور
پاک ﷺ نے بھی وہی فرمایا جو اللہ نے ان سے کہلوایا۔اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں دو
دنیاؤں کا ذکر کرتے ہیں۔ ایک ظاہری دنیا جس میں ہم بیٹھے ہیں۔ اور ایک
باطنی دنیا جس میں ہمیں یہاں سے جانا ہے۔یہ کہ نہیں جانااس بات کی کوئی
سند نہیں اس لئے کہ ہمارے سب چلے گئے۔ بھئی آپ پھر اس بات کو دہرالیں اب
میدادا نانا ہوں اس وقت الحمد للہ تو میرے دادا بھی نہیں ہیں میرے نانا بھی
نہیں ہیںمیں کیسے رہوں گا بھئی؟ اب یہ ہوسکتا ہے کہ بھئی دس سال پہلے
کوئی آدمی چلا جائے دس سال بعد کوئی چلا جائے۔ جانا ضرور ہے۔مستقر و متاع
الیٰ حین ... اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے اس مسافر خانے میں تمہیں ایک وقت
مقررہ کے لئے بھیجا ہے۔جب تمہارا وقت پورا ہوجائے گا تمہیں ادھر واپس ہی
آنا ہے۔پھر نہ کوئی سفارش کام کرے گی۔نہ وہاں رشوت کام کرے گی کہ جب
ملک الموت آئے گا بھئی ملک الموت تیری بڑی بڑی مہربانی یہ دس ہزار روپے تو
لے لے اور مجھے دس منٹ جینے دے۔تو ملک الموت کوئی انسان تو ہے نہیں وہ تو
حکم کا بندہ ہے بس جو وقت ... مستقر و متاع الیٰ حین ... کہ ایک لمحے ادھر
سے ادھر نہیں ہوسکتا ایک لمحے ادھر سے ادھر نہیں ہوسکتا۔ ابھی یہ دو تین
مہینے پہلے روحانی ڈائجسٹ میںبڑا عجیب و غریب قصہ چھپا تھا کہ ایک آدمی تھا
اسے غیب کی دنیا نظر آنے لگی اس نے کچھ کیا ہوگاریاضت و مجاہدہ کیا ہوگا
جو بھی کچھ کیا ہوگا۔اس نے یہ دیکھا کہ ملک الموت عزرائیل علیہ السلام ملک
الموت اسے گھور کے دیکھ رہا ہے۔وہ ڈر گیا اور سمجھ گیا بھئی وقت آگیا۔ بھئی
ہزاروں لاکھوں آدمی کسی کی طرف کیوں گھور کے نہیں دیکھ رہا میری ہی
طرف کیوں نظر التفات ہوئی ہے۔اس نے کہا کوئی ترکیب کرنی چاہئے۔ اس شہر
سے نکلنا چاہئے۔نہ میں اس شہر میں رہوں گا نہ ملک الموت مجھے آکر مارے
گا۔حضرت سلیمان علیہ السلام کا زمانہ تھا۔ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے
پاس پہنچ گئے اور انہوں نے کہا حضرت ایک کام کرنا ہے۔ آپ کردیجئے۔ بڑی آپ
سے التجا ہے۔ درخواست ہے۔ انہوں نے کہا بتاؤکیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا جی
آپ ہوا کو حکم دیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی تو ہر چیز پہ حکومت
تھی۔آپ ہوا کو حکم دیںکہ مجھے ہندوستان کے کسی شہر میں جاکر چھوڑ دے۔
حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہوا کو کہا کہ بھئی اسکو ہندوستان کے کسی

شہر میں جہاں یہ چاہے وہاں چھوڑ دو۔ہوا نے اٹھایا اور تیزی کے ساتھ ہوا لے
گئی اور ہندوستان کے کسی شہر میںچھوڑ دیا۔تھوڑی دیر میں ملک الموت
حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔ السلام علیکم ...
بھائی وعلیکم السلام تم کیسے آئے بھائی؟ کہا جی میں آپ کا شکریہ ادا کرنے آیا
ہوں۔ کہا بھائی ملک الموت اور میرا شکریہ ادا کرنے آئے کیا مطلب ہے بھائی؟
انہوں نے کہا سرکار بات یہ ہے کہ یہ جو آدمی آپ کے پاس آیا تھا کہ ہوا کو حکم
دیں مجھے ہندوستان چھوڑ دے۔مجھے اس کی روح قبض کرنی تھی۔یہ یہابیت
المقدس میں تھے۔ حکم یہ تھا کہ ہندوستان کے فلاں شہر میں روح قبض کرنی
ہے۔تو میں عجیب شش و پنج اور پریشانی میں تھا کہ اس کو ہندوستان کس
طرح لے جاؤں۔ اس کو انسپائر کس طرح کروں کہ جا! اس زمانے میں تو جہاز
بھی نہیں تھے وہی پانی کی کشتیاں پانی کے جہاز ہوتے تھے۔اب اگر میں اس کو
جہاز میں کسی طرح بٹھالیتا ہوانسپائر کرکے اس کو تلقین کرکے تو کتنی دیر
میں پہنچے گا۔وہاں اللہ تعالیٰ کا فورا ً حکم تھا کہ فوراً فلاں شہر میں تو یہ آپ
کی خدمت میں آگیا آپ سے درخواست کی آپ نے ہوا کو حکم دیا ہوا نے اس کو
وہاں پھینکا میں فوراً گیا فوراً اس کی روح قبض کی اس کو اس دنیا سے اس دنیا
میں بھیجا۔میں آپ کا شکریہ ادا کرنے آیا ہوں کہ آپ نے میرا کام آسان کردیا
ہے۔آپ غور کریں اب جو ہے نہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مستقر و متاع الیٰ حین ...
کہ تمہیں اس دنیا میںایک وقت مقررہ تک قیام کرنا ہے۔... الیٰ حین ... ایک وقت
مقررہ تک تمہیں یہاں قیام کرنا ہے اور پھر واپس جانا ہے۔تو قرآن پاک میں جتنی
بھی قرآن پاک کی تعلیمات ہیں وہاآپ کو یہی بات ملے گی کہ اللہ تعالیٰ نے یہ
فرمایا ہے کہ تمہاری دو زندگیاں ہیں۔ ایک زندگی دنیا کی زندگی ہے جس میں
اللہ تعالیٰ نے تمہیں طرح طرح کی نعمتیں عطا کی ہیں۔جس میں اللہ تعالیٰ نے
تمہیں اولاد عطا کی۔اللہ نے تمہیں ماں عطا کی۔باپ کی شفقت سے اللہ تعالیٰ
نے آپ کو نوازا۔ساتھ ساتھ اس دنیا میں رہنے کے کچھ آداب کچھ قاعدے ہیں کچھ
ذمہ داریاں ہیں۔ اگر آپ نے ان ذمہ داریوں کو صحیح طریقے سے پورا کرلیاتب
وہاں آپ کو راحت ہی راحت ہے۔اور اگر اس دنیا میں رہتے ہوئے ذمہ داریاں
پوری نہیں ہوئیتو وہاں سوائے پریشانی کے کچھ بھی نہیں ہے۔ یہاں بھی
پریشانی وہاں بھی پریشانی۔میرے عزیز دوستو! اس دنیا میں کچھ نہیں رکھا
ہے۔اس دنیا کی جتنی بھی نعمتیں ہیں بھرپور اندازمیں اس لئے استعمال کرو کہ
یہ آپ کو چھوڑنی ہے۔جو چیز چھوڑنی ہے اسی کو آدمی زیادہ اچھی طرح
استعمال کرتا ہے۔بھئی ایک گھڑی ہے۔اب آپ کو یہ کہا کہ بہت ہی قیمتی
گھڑی ہے آپ کے پاس بیس سال کے لئے ہے دس سال کے لئے ہے۔آپ یہ بتائیں
اسے آپ سنبھال کر رکھیں گے یا زیادہ سے زیادہ استعمال کریں گے؟ ہیں؟
سنبھال کے کہاں سے رکھو گے دس سال کے بعد تو وہ چلی جائے گی۔اب یعنی
اسے خراب تو ہونے نہیں دیں گے لیکن اسے استعمال کریں گے زیادہ سے زیادہ۔
آپ کو ایک آدمی سوٹ دیتا ہے۔ چلو اس طرح مثال کرلو۔اور یہ کہا کہ یہ آپ

کے لئے پہننے کے لئے ہے اور بہترین سوٹ ہے لیکن چھ مہینے میں اس کے تار نکل جائیں گے۔آپ بتائیے اسے چھ مہینے تک رکھیں گے یا زیادہ سے زیادہ استعمال کریں گے؟ تو اب یہ جو ہم مرجاتے ہیں قبر میں یہ ہمارا جسم جاتا ہے یہ تار تار نہیں ہوجاتا ریزہ ریزہ نہیں ہوجاتا مٹی مٹی نہیں ہوجاتا؟ تو اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت بھرپور استعمال کرو۔ قاعدے میں۔ اچھے گھر میں رہو اچھی گاڑی ... اللہ میاں اچھی گاڑی دے اس میں بیٹھ جاؤ ۔ سائیکل دے سائیکل میں بیٹھ جاؤ۔ بس دے بس میں بیٹھ جاؤ۔خوش ہوکر یہاں زندگی بسر کرو۔اور اللہ کی نعمتوں کو زیادہ سے زیادہ استعمال کرو۔لیکن اللہ نے جو قاعدے اور ضابطے بنادئے ان پر عمل کرتے ہوئے اس زندگی میں رہو اور ....

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گیارہ دفعہ درود شریف ، گیارہ دفعہ یاح یاقیوم پڑھ کر آنکھیں بند کرکے بیٹھ جائیں۔ جو حضرات کسی سلسلے میں بیعت ہیں نقشبندیہ سلسلہ ، چشتیہ، سہروردیہ، قادریہ، عظیمیہ جو بھی جس سلسلے میں بھی بیعت ہیوہ اپنے پیرومرشد کا تصور کریںیعنی آنکھیں بند کرکے یہ دیکھیں کہ میرے پیر و مرشد میرے سامنے ہیںاور ان کے اندر سے روشنیاں نکل کرمیرے اندر جذب ہورہی ہیں۔ جو صاحبان ابھی کسی سلسلے میں بیعت نہیں ہیوہ یہ خیال کریں کہ آسمان سے نیلی روشنیاں آرہی ہیںسرچ لائٹ کی شکل میں نیلی روشنیاں آرہی ہیں اور اس میں آپ بیٹھے ہوئے ہیں۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۔